شاہ اکرام حسین سیکری

شخصیاتِ سندھ
جناب محمد عارف صاحب انصاری

خدا غریق رحمت کرے — سابق تحصیلدار جناب محمد عارف صاحب انصاری (مرحوم) بڑے خوش اخلاق اور نہایت ملنسار آدمی تھے، گندمی رنگ، اوسط درجے کا قد، بھرا ہوا جسم، خوش مزاج، با اخلاق اور نہایت مہذب انسان تھے۔ باعتبارِ مذہب سُنی حنفی اور باعتبارِ مشرب صوفی منش، مرنجاں مرنج شخصیت کے مالک تھے۔

۱۹۶۳ء میں میرا دواخانہ محلہ پنجرہ پول سے منتقل ہو کر کوریوں کے پڑ (نند کھائی روڈ) میں جس دکان میں آیا، وہ انصاری صاحب کے مکان کے بالکل سامنے واقع ہے۔ ابھی مطب کو یہاں قائم ہوئے تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ ایک دن وہ میرے پاس ملاقات کے لیے تشریف لائے، بڑی محبت اور خلوص سے ملے دیر تک ملاقات رہی، مختلف طبی مسائل پر انھوں نے گفتگو کی، جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ ان کی طبی معلومات اچھی خاصی ہیں۔ وہ تشریف لے گئے، بعد میں مجھے خیال آیا کہ انھوں نے طب کے موضوع پر گفتگو خاص طور پر کیوں کی تھی؟ کیا وہ میرا امتحان لینا چاہتے تھے؟ اس کے ساتھ ہی فوراً یہ خیال بھی آیا کہ ایسے سطحی سوالات کرنے والا امتحان کیا لے سکتا ہے، غالباً انھوں نے اپنے شوق کے طور پر طب کی ابتدائی معلومات حاصل کر لی ہوں گی اور کسی طبیب سے ملاقات کے وقت ان کو دُہرا دیتے ہوں گے تاکہ طبیب یہ جان لے کہ

بات کرنے والا کسی قدر طب سے آگاہ ہے۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ایک دن وہ پھر تشریف لائے تو میں نے دریافت کیا کہ کیا آپ نے طبی معلومات بطور شوق حاصل کی ہیں؟ یا آپ کا طبی پیشے سے تعلق ہے؟ انھوں نے جواباً اپنے خاندان کا ذکر کیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ انصاری صاحب سندھ کے ایک قدیم مشہور طبی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ ان کے والد صاحب کا اسم گرامی جناب محمد حسن انصاری اور دادا کا نام نامی جناب حکیم محمد جعفر صاحب انصاری ہے جو سندھی زبان کی مشہور طبی لغت فرہنگِ جعفریہ کے مصنف ہیں۔

مجھے یہ معلوم ہونے پر بڑی خوشی ہوئی کہ عارف صاحب ایک طبی خاندان کے فرد ہیں اور ان کے آباؤ اجداد نے سندھ میں فن طب کی شاندار خدمات انجام دی ہیں۔ خاندان کے اس پس منظر کے سامنے آنے سے یہ بھی اندازہ ہوگیا کہ ان کی طبی معلومات دراصل ایک طبی خاندان کے علمی ورثہ کا ایک حصہ ہے۔ میں نے ایک مرتبہ دوران ملاقات ان سے کہا۔ آپ کا خاندان تو یہاں کی طبی دنیا کا مشہور نامور خاندان ہے، اس پُروقار اور شریف فن کو آپ حضرات نے کیوں ترک کردیا؟ انھوں نے فرمایا۔ دادا صاحب کے بعد ہم لوگ جدید تعلیم کی طرف مائل ہوگئے، جیسے جیسے جدید تعلیم سے آشنا ہوتے گئے قدیم مروجہ مشرقی علوم سے دُور ہوتے چلے گئے۔ اسی صورتِ حال کے نتیجے میں فن طب بھی ہمارے گھر سے رخصت ہوگیا، جس کا افسوس ہے۔ میں نے ان سے گزارش کی کہ جو کچھ ہوگیا ہے اس کی تلافی اب آپ اس طرح کیجیے کہ اپنے خاندان کے لوگوں کو پھر توجہ دلائیں کہ وہ اپنے اس "گمشدہ علمی سرمایہ" کو پھر حاصل کریں۔ انھوں نے فرمایا "مجھے خود اس کا احساس ہے"۔

انصاری صاحب کو دوسرے لوگوں کی زبانی جب یہ معلوم ہوگیا کہ میرا تعلق ایک مشہور طبی اور صوفی خاندان سے ہے تو وہ میرا بڑا ادب کرنے لگے تھے اور اس حد تک متاثر تھے کہ برملا میرے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں کے سامنے کہہ دیتے تھے کہ میری نظر میں آپ ولی اللہ ہیں۔ میں ان کی یہ بات سن کر اکثر شرمندہ ہوجاتا تھا۔ بارہا میں نے کہا، آپ یہ کیا کہہ دیتے ہیں، مجھ میں تو ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ مگر وہ میری اس بات کو نہیں سنتے تھے۔

ایک روز انھوں نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری اولاد کا

میرے لیے احترام کرو"۔ حضور پاکؐ میرے محبوب ہیں، ان کی اولاد بھی میری محبوب ہے۔ آپ سے میری محبت اسی نسبت کی وجہ سے ہے"۔ اُن کو حضور پاکؐ سے بلاشبہ بڑی محبت تھی۔

انصاری صاحب کی دینی معلومات اچھی خاصی تھی۔ تصوف کی نسبت بھی ان کا مطالعہ کافی وسیع تھا۔ حضرت امام غزالیؒ کی اکثر کتابوں کا انھوں نے اپنی محدود مذہبی علمیت کے مطابق گہرا مطالعہ کیا تھا۔ خصوصاً امام غزالیؒ کے فلسفیانہ مباحث کا دلچسپی سے مطالعہ کرتے تھے۔ چونکہ انگریزی زبان کی اچھی قابلیت رکھتے تھے، اسی دینی ذوق وشوق نے ان کو انگریز فلسفیوں کے اسلام کی نسبت فلسفیانہ مباحث پڑھنے کا شوق دلایا۔ چنانچہ انھوں نے تقابلی مطالعہ کیا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ ان مباحث میں مسلمان فلسفیوں کا مقام بہرحال غالب معلوم ہوتا ہے۔

سندھ کے مشہور بزرگوں میں حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ کی ذاتِ گرامی سے ان کو بڑی محبت تھی۔ شاہ صاحب کا کلام وہ بڑی محبت اور ذوق وشوق سے پڑھا کرتے تھے اور گفتگو کے دوران شاہ کی کافی بہت برمحل سناتے تھے۔

حضرت لعل شہباز قلندرؒ کی محبت ان کے دل پر غالب تھی، وہ ہر سال قلندر صاحبؒ کے یوم وصال پر اپنے مکان پر فاتحہ کراتے تھے۔ بڑے اہتمام سے کھانا پکواتے، بہت سے لوگوں کو بُلاتے۔ پہلے اس مجلس میں قرآن شریف پڑھا جاتا، پھر فاتحہ ہوتی تھی۔ کھانے کے بعد تمام خاص لوگوں کو پھولوں کی مالا پہناتے تھے اور عطر کے پھاہے تقسیم کرتے تھے۔ ایک مختصر سی پُرکیف مجلس ہر سال ہوا کرتی تھی۔ مجھے بھی ہر سال خاص طور اس فاتحہ میں شریک کیا کرتے تھے۔

وہ اُردو زبان اچھی خاصی بول لیتے تھے۔ مجھے جب بھی وہ دورانِ گفتگو مخاطب کرتے تو یہ جملہ بطورِ خاص بولا کرتے تھے " آپ صاحب نے فرمایا تھا " مجھے ان کی یہ "آپ صاحب" والی ترکیب بہت دلچسپ لگتی تھی۔

انگریزی میں ان کی قابلیت اچھی تھی، دورانِ گفتگو اکثر انگریز دانشوروں کے مقولے بھی بے تکلف بیان کیا کرتے تھے۔

مہمان نوازی میں بھی ان کا ایک خاص مقام تھا، اسی باب میں واقف یا ناواقف کا کوئی امتیاز نہیں رکھتے تھے، بارہا ایسا ہوا کہ بہت سے باہر کے مریض اپنی مستورات کے ساتھ

دوپہر کو اس وقت آتے جب دواخانہ بند ہوگیا، شام کو دواخانہ پانچ بجے کھلتا تھا، لوگ اپنی مستورات کو ان کے گھر پر بھیج دیتے، ان کے اہلِ خانہ خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آتے اور دواخانہ کھلنے کے وقت تک ان کو آرام سے رکھتے تھے، ایسی بہت سی عورتوں نے مجھے بتلایا کہ انصاری صاحب کی اہلیہ محترمہ نے ہمیں بہت آرام سے رکھا۔

ایک تعلیم یافتہ مہاجر خاتون نے مجھے بتلایا کہ جب میں آپ کے دواخانے پر پہنچی (یہ خاتون کراچی سے آئی تھی) تو دواخانہ بند ہوچکا تھا۔ میں نے دواخانہ کھلنے کا وقت معلوم کرنا چاہا، کسی مرد سے پوچھنا پسند نہیں تھا، اس لیے سامنے والے مکان (انصاری صاحب کے مکان) میں چلی گئی اور ان کی بیوی سے کہا کہ میں فلاں ریٹائرڈ افسر کی بیوی ہوں، علاج کی غرض سے آئی ہوں، کیا آپ یہ بتانا پسند کریں گی کہ یہ سامنے والا دواخانہ شام کو کب کھلے گا؟ انصاری صاحب گھر میں کہیں قریب ہی بیٹھے تھے جیسے ہی انھوں نے میرے شوہر کا نام سُنا، فوراً وہاں بیٹھے بیٹھے بلند آواز سے کہا۔ آپ کے شوہر میرے پرانے دوست ہیں کچھ عرصہ تک ہم دونوں نے ایک ساتھ کام کیا ہے۔ اس گھر کو اپنا گھر سمجھیے، آپ ہماری مہمان ہیں، دواخانہ کھلنے تک یہاں آرام سے قیام کریں۔ وہ خاتون انصاری صاحب کے اس حُسنِ سلوک سے بے حد متاثر ہوئی۔ اور راقم کو بھی ان کے اس دوست نوازی کے جذبہ نے بڑا متاثر کیا۔

شروع میں ان کی صحت بہت اچھی تھی، ذیابیطس کے مرض نے آہستہ آہستہ ان کو کمزور کرنا شروع کردیا تھا، اسی دوران خون کا دباؤ بھی اکثر بڑھ جاتا تھا، آخر میں ان کو لقوہ کے مرض سے بھی دوچار ہونا پڑا تھا، پھر شکر کی زیادتی نے قومہ کی سی شکل اختیار کرلی تھی۔ بالآخر ۲ر ستمبر ۱۹۷۶ء مطابق ۷ر ماہ رمضان ۱۳۹۶ھ یوم جمعرات کو ان کی زندگی کا چراغ بجھ گیا۔

راقم نے مندرجہ ذیل عبارت سے مادہ سالِ وفات نکالا ہے۔

اعلانِ سالِ وفات جناب محمد عارف صاحب انصاری مرحوم

[illegible] — ۱۹ ۶